JOURNAL OF ACADEMIC RESEARCH FOR HUMANITIES
ISSN 2663-192x

HJRS Link: Journal of Academic Research for Humanities JARH (HEC-Recognized for 2023-2024)
Edition Link: Journal of Academic Research for Humanities JARH, 3(4) October-December 2023
License: Creative Commons Attribution-Share Alike 4.0 International License for JARH
Link of the Paper: https://jar.bwo.org.pk/index.php/jarh/article/view/371

'شارحینِ اقبال' کا تفہیم الفاظ و مرکبات میں کردار

THE ROLE OF 'SHARHEEN-E-IQBAL' IN UNDERSTANDING THE MEANINGS OF WORDS AND COMPOUNDS

Corresponding & Author 1:	**NIAZ AHMAD,** PhD Scholar, Islamia University Bahawalpur, Pakistan, Email: niazkulya@gmail.com

Paper Information

Citation of the paper:
(JARH) Shwish (2023). The Role of Sharheen-e-Iqbal in Understanding the Meanings of Words and Compounds. In Journal of Academic Research for Humanities, 3(4), 188–195.

Subject Areas for JARH:
1 Urdu Language
2 Arts and Humanities

Timeline of the Paper at JARH:
Received on: 06-12-2023
Reviews Completed on: 19-12-2023
Accepted on: 22-12-2023
Online on: 25-12-2023

License:

Creative Commons Attribution-Share Alike 4.0 International License

Recognized for BWO-R:

HJRS HEC Journal Recognition System

Published by BWO Researches INTL.:

BWO RESEARCHES (PVT) LTD PAKISTAN

Abstract

Allama Iqbal is a great thinker, poet, and reformer. To explain his speech, different commentators have interpreted the poems included in Iqbal's speech in their way. An innovative aspect of understanding emerges. He has used new and old words and compounds in his speech. The world of meanings that he has created by mixing philosophy, thought, and imagination in his universal speech is extremely impressive. If we look at the words and compounds included in Iqbal's speech, they are a storehouse of new word meanings. In this paper, the words and compounds included in Allama Iqbal's speech, which the commentators have included in their interpretation as literal and figurative meanings, will be presented. This article will also bring to our attention that by knowing the correct meanings of words and compounds, Iqbal's speech can be well understood.

Keywords: Commentators, interpreted, compounds, impressive, literal, figurative

شرح کا مفہوم اور روایت

شرح عربی زبان کا لفظ ہے۔ اردو میں لفظ ''شرح'' کے لغوی معانی کسی چیز کو کھول کر بیان کرنے کے ہیں۔ مجازی معانی کے اعتبار سے ''شرح'' سے مراد وہ کتاب جس میں معانی، مطالب اور وضاحت لکھی گئی ہو۔''نور اللغات'' کے مصنف نورالحسن کاکوروی کے مطابق ''شرح'' کے معانی ہیں: '' کسی امر کو کمال وضاحت اور صراحت کے ساتھ کہنا یا لکھنا''(نیّر کاکوروی، ۱۹۸۵ء،۳۶۷) گویا شرح، نقد شرح کی ایسی صورت ہے جس میں متن میں مذکور معانی کی اِس طرح وضاحت کی جاتی ہے کہ تمام تر مشکل اور ابہام دور ہو جاتا ہے اور اشعار کے معانی و مفہوم سے آگاہی حاصل ہو جاتی ہے۔ڈاکٹر جمیل جالبی نے اپنی کتاب ''نئی تنقید'' میں ''شرح'' کے متعلق یوں لکھا ہے:''شرح کا کام کسی خیال کو اس خیال کی روشنی میں پیش کرنا ہے۔''(جالبی،۱۹۸۸ء،۲۴۸)

مذکورہ بالا اقتباس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شارح کا کام خالی رائے قائم کرنا ہرگز نہیں بل کہ مصنف کے خیالات کی درست ترجمانی حقیقی کام ہے۔ اگر دیکھا جائے تو شارح کا کام شاعر یا ادیب کی سوچ تک عام لوگوں کی رسائی کو ممکن بنانا ہے۔ مشکل الفاظ و مرکبات کے استعمال کی وجہ سے آج کے عام انسان کے لیے ماضی کے ادباء اور شعرا کی سوچ تک رسائی حاصل کرنا مشکل ہے۔اِس حوالے سے شارحین کی ضرورت و اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ شرحیں قرآن مجید کی مرتب ہوئی ہیں۔ قرآن مجید کے علم و عرفان کے لیے اتنا وسیع مواد سامنے آیا ہے کہ ایک ایک ''لفظ'' بل کہ ''حرف'' پر بھی بحث و تمحیص کی گئی ہے۔ قرآن مجید کے بعد احادیث مبارکہ کی شرحیں مرتب کی گئیں۔ اگر زبان اردو ادب کی بات کی جائے تو کلامِ غالب کے بعد کلامِ اقبال پر سب سے زیادہ شرحیں مرتب ہوئی ہیں۔ہر شاعر کے متعلق کچھ خاص معلومات اور علوم درکار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر شفیق احمد،علامہ اقبال کی شاعری کے بارے میں بتاتے ہیں:''کوئی ایسا شارح کلامِ اقبال کی

ابتدائیہ

علامہ اقبال ایک عظیم مفکر، شاعر اور مصلح ہیں۔ان کے کلام کو سمجھانے کے لیے مختلف شارحین نے اپنے اپنے انداز سے کلامِ اقبال میں شامل اشعار کی تشریح کی ہے۔علامہ اقبال کے کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اُسے جتنی بار پڑھا جائے ہر بار نئی تفہیم سامنے آتی ہے۔ انھوں نے اپنے کلام میں نئے اور پرانے الفاظ و مرکبات کا استعمال کیا ہے۔انھوں نے اپنے آفاقی کلام میں فلسفہ، فکر اور تخیّل کی آمیزش سے جو جہانِ معانی ترتیب دیا ہے وہ حد درجہ متاثر کن ہے۔کلامِ اقبال میں شامل الفاظ و مرکبات کو دیکھا جائے تو وہ ایک نئے جہان معانی کا ذخیرہ ہیں۔

مقاصد تحقیق

اس مقالہ میں علامہ اقبال کے کلام میں شامل الفاظ ومرکبات جنھیں شارحین نے بطور لغوی و مرادی معانی اپنی شروح میں شامل کیا ہے کے متعلق تنقیدی جائزہ پیش کیا جائے گا۔اس مقالہ سے یہ بات بھی ہمارے سامنے آئے گی کہ الفاظ و مرکبات کے صحیح مطالب و معانی جاننے سے کلامِ اقبال کو اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

تحقیقی طریقہ کار اور تحقیقی مواد

اس مقالہ کی نوعیت دستاویزی تحقیق (Qualitative nature of research) ہے۔البتہ تاریخی اور تدریجی طریق کار کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ تحقیقی مواد کلام اقبال میں شامل الفاظ ومرکبات جو کہ مختلف شارحین نے اپنی شروح میں بطور فرہنگ استعمال کیے ہیں وہاں سے لیا گیا ہے۔

تحقیقی سوالات

شارحین اقبال نے اپنی شروحات میں جو الفاظ و مرکبات بطور فرہنگ استعمال کیے ہیں ان کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟۔ اقبال کے کلام میں کون کون سے الفاظ و مرکبات استعمال ہوئے ہیں؟۔ فکر اقبال کے حوالے سے ان الفاظ و معانی کا صحیح مفہوم کیا ہو سکتا ہے؟۔

نویسی اپنی کچھ خامیوں کے باوجود بھی علم و ادب میں ترقی کا سبب بنی جس سے قارئین اور طلبہ کے علم میں اضافہ ہوا اور آئندہ کے لیے شرح نویسی کی راہ ہموار ہوئی۔ کوئی بھی تخلیق کانٹ چھانٹ کے بعد ہی درست اور عمدہ بنتی ہے۔ یوسف سلیم چشتی کے بعد دوسری خصوصیت کی حامل شخصیت کا نام غلام رسول مہر ہے۔ انھوں نے علامہ اقبال کے اردو مجموعوں میں "بانگ درا"، "ضرب کلیم" اور "بال جبریل" اس کے علاوہ فارسی مجموعے " اسرار و رموز" کی شروح لکھی ہیں۔

عارف بٹالوی نے بھی "بانگ درا"، "بال جبریل" اور "ضرب کلیم" کی شروح لکھی ہیں، اسرار زیدی، غلام جیلانی مخدوم اور ڈاکٹر الف د نسیم نے باہم اشتراک سے اردو اور فارسی کلامِ اقبال کی شرحیں باترجمہ لکھی ہیں جو "شرح کلیات اقبال (فارسی) اور "شرح کلیات اقبال (اردو) " کے عنوان سے ہیں۔ دیگر شارحین میں سے آقائے رازی، ڈاکٹر محمد باقر، ڈاکٹر شفیق احمد اور نریش کمار شاد نے "بانگ درا" کی شرحیں لکھی ہیں۔ نشتر جالندھری، عبدالرشید، فیض محمد فیض لودھیانوی اور ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا نے "بال جبریل" کی شرحیں لکھی ہیں۔ غلام احمد پرویز نے اقبال کے کلام کی شرح میں اقبال کو مفسر قرآن ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ خواجہ حمید یزدانی نے بعض اشعار کی وضاحت کے لیے لغت ترتیب دی ہے۔ ان کی شرح کا انداز سادہ اور عام فہم ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اقبال کے حکیمانہ خیالات کو جس انداز سے پیش کیا جانا چاہیے تو اس کے لیے ابھی مزید شرح کی گنجائش باقی ہے۔

فرہنگ کے مرتب کرنے میں " اندراجات کی نوعیت" بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ لیکن شرحوں اور کلیات میں الفاظ و تراکیب کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے دی گئی فرہنگ کا اصول ترتیب اندراج بھی عجیب ہوتا ہے۔ ان میں تحتی یا ذیلی اندراج کا کوئی خاص تصور نہیں ہوتا۔ یہ بھی مخصوص نہیں ہوتا کہ کس لفظ کو شامل فرہنگ کرنا ہے یا کس کو نہیں، بعض اوقات الفاظ کو تلاش کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ بعض الفاظ کی فرہنگ ہر شعر کے بعد مشکل الفاظ و تراکیب

شرح کا حق ادا نہیں کر سکے گا جو مسلمانوں کے مذہبی سرمائے اور اسلامی تاریخ اور قدیم و جدید فلسفے سے واقفیت نہ رکھتا ہو۔ "(شفیق، ۱۹۸۸ء، ۳۸۴) فرہنگ و لغت کی تفہیم شعر میں بہت بڑی اہمیت ہے۔ قاری پر متن میں موجود کسی لفظ کا مفہوم واضح نہ ہونے کی وجہ سے اس متن کے متعلق شعر ناقابل فہم رہ جاتا ہے۔ ڈاکٹر شمس الرحمٰن فاروقی کا شمار اُردو کے بہترین شارحین میں کیا جاتا ہے۔ وہ شعر کی تفہیم کے سلسلے میں لغت پر بے حد اصرار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: "ادب کے طالب علم کے لیے لغات عصائے راہِ سخن سے کم نہیں۔ پرانے شارحوں میں یہ بہت بڑی کمزوری تھی کہ وہ لغت نہ دیکھتے تھے" (فاروقی، ۱۹۸۹ء، ۱۹)۔

شارحین اقبال کا الفاظ و مرکبات کی تفہیم میں کردار

شارحین اقبال کی فہرست خاصی طویل ہے اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے تاہم چند شارحین اقبال میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی، مولانا غلام رسول مہر، غلام احمد پرویز، خواجہ حمید یزدانی، ڈاکٹر عارف بٹالوی، ڈاکٹر سلیم اختر، ڈاکٹر خواجہ —زکریا، ڈاکٹر شفیق احمد، ابو نعیم عبدالحکیم، نشتر جالندھری، پروفیسر عبدالرشید فاضل، آقائے رازی، اسرار زیدی، فیض احمد فیض لدھیانوی، ڈاکٹر الف د نسیم، الہی بخش اعوان، سیّد اصغر علی شاہ جعفری، مقبول انور داؤدی، آقائے بے داد بخت، شیریں تاج، ڈاکٹر محمد باقر اور نریش کمار شاد شامل ہیں۔ شارحین کلامِ اقبال میں سب سے اہم شخصیت پروفیسر یوسف سلیم چشتی ہیں۔ یوسف سلیم چشتی پہلے شارح اقبال ہونے کے ساتھ ساتھ علامہ اقبال کے تمام شعری مجموعوں (فارسی اور اردو) کے شارح بھی ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا یوسف سلیم چشتی کے حوالے سے ایک اقتباس دیکھیں: "ان کی شرحوں سے اقبال فہمی کا ایک شعور پیدا ہوا" (ہاشمی، ۱۹۸۵ء، ۷۸)۔ یوسف سلیم چشتی افکارِ اقبال کو نسل نو تک پہنچانا اہم فریضہ سمجھتے تھے اس لیے ان کے اپنے لفظوں میں "میں نے یہ مناسب سمجھا کہ طلبہ کے لیے عام فہم شرح لکھ دوں تاکہ اقبال فہمی میں کچھ سہولت پیدا ہو سکے" (چشتی، ۱۹۵۶ء، ۴)۔ بہر حال سلیم چشتی کی شرح

یوں کرتے ہیں:" اس خرام (جدوجہد عمل پیہم) کا انجام حسن ہے۔ اس کا آغاز تو عشق ہے اور انتہا حسن ہے۔ گویا مسلسل جدوجہد عمل کا جذبہ عشق کی صورت ہے اور حسن ایسا مقام ہے جہاں سعی و کوشش اور جدوجہد ختم ہو جاتی ہے "(یزدانی، ۲۰۱۰ء، ۲۵۹)۔

مذکورہ اقتباس میں شرح نویس نے لفظ" خرام" کے مفہوم قوسین میں دورانِ شرح لکھ دیا ہے۔ اسرار زیدی کے ہاں باقی شارحین کی نسبت یہ انفرادیت پائی جاتی ہے کہ انھوں نے مشکل الفاظ کے معانی کا بھی اندراج کیا ہے۔کچھ ایسے الفاظ جو اکثر شارحین نے اندراج لغت نہیں کیے ان کا بھی اندراج ان کے ہاں ملتا ہے۔ فاضل نے مشکل الفاظ کے معانی لکھ کر بعد میں اس کی وضاحت نہیں کی۔ہاں البتہ کہیں کہیں انھوں نے کچھ الفاظ کے معانی درج کر کے وضاحت کر دی ہے۔عارف بٹالوی نے بھی اسی طرح الفاظ کے معانی کی وضاحت نہیں کی۔ کلیات اور شرحوں میں اندراج الفاظ کی قواعدی حیثیت مثلاًصفت، فعل یا اسم وغیرہ بالعموم نہیں بتائی جاتی ۔ لیکن بعض جگہوں پر شارح یافرہنگ نویس کسی لفظ کے ساتھ "مذکر" یا اسی طرح کسی کے ساتھ "واحد" وغیرہ درج کر دیتا ہے۔ لیکن یہ سب باقاعدہ اصول یا نظام کے تحت نہیں ہے ۔قواعدی حیثیت کے حوالے سے رؤف پاریکھ یوں رقم طراز ہیں:"اگر معنی کے لحاظ سے کسی لفظ کی قواعدی حیثیت بدل رہی ہے (مثلاًلفظ"جوان" کو لیجیے کہ صفت بھی ہے اور اسم بھی ہو سکتا ہے) تو بھی اس کا بنیادی اندراج ایک ہی بار ہو گا ، البتہ اس کے مختلف معنی اسی بنیادی اندراج کے تحت مختلف قواعدی حیثیت کو ظاہر کرتے ہوئے لکھے جائیں گے"(پاریکھ، ۲۰۲۱ء، ۱۳۷)۔

بعض شارحین نے شرح نویسی کے دوران الفاظ کی قواعدی حیثیت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ مثلاً اگر علامہ اقبال نے الفاظ کو بطور مذکر یا مونث استعمال کیا ہے تو انھوں نے اس کی نشان دہی کر دی ہے۔مثال دیکھیں:علامہ اقبال کا ایک شعر ہے:

عشق کے مضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نورِ حیات، عشق سے نارِ حیات (اقبال، ۱۹۷۲ء، ۹۵)

لکھ کر ساتھ معانی بھی لکھ دیے جاتے ہیں۔کچھ الفاظ کے دورانِ تشریح ہی درمیان میں معانی درج کر دیے جاتے ہیں۔ بعض الفاظ کے معانی کو ہی صرف تشریح کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض شارحین کسی نظم یا بند کے بعد میں فرہنگ مرتب کر دیتے ہیں۔چوں کہ شرحین اور کلیات میں تعین اندراج کا خیال نہیں رکھا جاتا اِس لیے اسے ہم مکمل طور پر فرہنگ یا لغت کے زمرے میں شامل نہیں کر سکتے۔ شارحین نے مندرجہ ذیل طریقہ اندراج اپنایا ہے۔ رازی نے نظم کا ماحاصل تحریر کرنے کے بعد مشکل الفاظ و تراکیب اور بعض تلمیحات کے مفاہیم بیان کر دیے ہیں۔ڈاکٹر باقر نے مشکل الفاظ کے حل لغت کے نام سے شرح سے پہلے لکھنے کا التزام کیا ہے۔ شرح سازی میں ان کا یہ انداز نیا تھا۔ کئی جگہوں پر ایک سے زائد معانی لکھے ہیں۔ انھوں نے مشکل الفاظ کے علاوہ بعض جگہوں پر آسان الفاظ کے معانی بھی درج کیے ہیں۔عارف بٹالوی نے حل لغت پر بہت کم توجہ کی ہے۔ اکثر نظموں یا اشعار کی حل لغت کا اندراج نہیں کیا۔ اکثر الفاظ کی وضاحت بھی نہیں کی۔ڈاکٹر شفیق احمد نے پہلے اہم غزلوں یا نظموں کا تعارف کروانے کے بعد حل لغت کے نام سے مشکل الفاظ کے مفاہیم بیان کیے اور اس کے بعد اشعار کی تشریح کی ہے۔

طریقہ اندراج میں فیض محمد فیض لدھیانوی نے شرح سازی میں ایک منفرد طریقہ اندراج اپنایا ہے جس میں انھوں نے کلامِ اقبال کے متن کو بھی درج کیا ہے۔ انھوں نے الفاظ و تراکیب کے مطالب و معانی کا الگ اندراج نہیں کیا۔ انھوں نے کہیں شرح کرنے سے پہلے اور کہیں اشعار کی شرح کرنے کے بعد اندراج الفاظ و معانی کیے ہیں۔ بعض جگہوں پر انھوں نے دورانِ شرح قوسین میں الفاظ کے مطالب لکھ دیے ہیں۔ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی کا بھی یہی انداز ہے۔اس حوالے سے یہ شعر دیکھیں:

انجام ہے اس خرام کا حُسن
آغاز ہے عشق، انتہا حُسن(اقبال، ۱۹۹۲ء، ۱۷۴)

اس شعر میں لفظ"خرام" کی تفہیم دورانِ شرح قوسین میں

اس شعر میں "مضراب" لفظ کے متعلق جالندھری نے بتا یا ہے کہ یہاں پر "مضراب" کو مذکر باندھا گیا ہے لیکن یہ مؤنث ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ سہو کاتب سے "کے" لکھا گیا ہو بجائے "کی" لکھنے کے (جالندھری، س ن، ۲۰۰)۔ کاتب کی غلطی کے حوالے سے مہر نے "مطالب بانگ درا" کے حاشیے میں بعض مقامات پر الفاظ کی ان اغلاط کی نشان دہی کی ہے جو کاتب سے سرزد ہوئی ہیں۔ مثلاً بانگ درا میں "تیرے مینائے سخن" کی بجائے کاتب نے غلطی سے "تیری مینائے سخن" لکھ دیا ہے (مہر، ۱۹۷۲ء، ۳۲۲۔۳۲۳)۔

شروحات میں بعض مقامات پر معانی کا اندراج کرتے ہوئے غیر ضروری طوالت اختیار کی جاتی ہے۔ بعض جگہوں پر صرف لفظ کا معنی بتایا گیا ہے۔ مختلف شارحین نے اور کلیات کے مرتبین نے الگ الگ طریقوں سے معانی کا اندراج کیا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ شرح نویسی میں جن الفاظ کی تفہیم کرنی ہو اس کی تشریح پر زور دیا جاتا ہے۔ الفاظ و معانی میں مطابقت پیدا کرنے میں اقبال کو کمال حاصل تھا۔ اقبال کی معنوی وضاحت کے حوالے سے کچھ مثالیں ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح شارحین اور کلیات اقبال کے مرتبین نے الفاظ کے معانی کی وضاحت کی ہے۔

اب تاثر کے جہاں میں وہ پریشانی نہیں
اہل گلشن پر گراں میری غزل خوانی نہیں (اقبال، ۱۹۹۲ء، ۱۷۵)

اس شعر میں " تاثر جہاں" کے مفہوم کے حوالے سے یہ مثالیں دیکھیں: باقر کے مطابق " احساس کی دنیا"، بٹالوی کے مطابق "عشق"، زیدی کے مطابق "تاثرات"، شفیق احمد کے مطابق " احساسات کی دنیا"، چشتی کے مطابق "عاشقانہ زندگی"

مذکورہ بالا شارحین کی وضاحت معانی باقی شارحین کی نسبت بہتر ہے۔ اسی طرح لفظ "ہمالہ" کے متعلق بھی یہ مثالیں ملاحظہ فرمائیں: رازی کے ہاں اس کا معانی " برف کا گھر"، باقر کے ہاں " ہندوستان کے شمال میں سلسلۂ کوہ کا نام"، چشتی کے ہاں "وہ پہاڑ جو ہندوستان کے شمال میں واقع ہے"، مہر کے ہاں " وہ پہاڑ جو ہندوستان کے شمال میں پندرہ سو میل کی لمبائی تک ایک مضبوط دیوار کی صورت میں کھڑا ہے۔"، شفیق کے ہاں " برصغیر پاک وہند کے شمال میں سب سے اونچے پہاڑ کا نام"، رازی کے مطابق ہندوستان کے شمال میں فصیل کی مانند ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے یہ پہاڑ دنیا میں سب سے اونچا پہاڑ ہے۔ ۲۹ ہزار فٹ کی مونٹ ایورسٹ چوٹی جس پر وہاں تک اس لیے کوئی نہیں پہنچ سکتا کہ اس چوٹی پر ہر وقت برف جمی رہتی ہے۔

زندگانی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ وسنگِ گراں ہے زندگی! (اقبال، ۱۹۹۲ء، ۳۷۴)

"کوہکن" سے مراد، باقر: "پہاڑ کھودنے والا"، زیدی: "پہاڑ کھودنے والا"، شفیق: "پہاڑ کاٹنے والا"، چشتی: فرہاد کا لقب ہے جو ایران کی ملکہ شیریں پر عاشق ہو گیا تھا اس سے جان چھڑانے کے لیے بادشاہ نے کوہستان کو کاٹ کر اس سے نہر نکالنے کے لیے کہا پھر وہ ملکہ اس کے حوالے کرے گا۔ مہر: "فرہاد، جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے اپنی محبوبہ شیریں کے لیے اس کی فرمائش کی تعمیل میں پہاڑ کاٹ کر نہر نکالی تھی۔" مہر کے مطابق فرہاد نے شیریں کی فرمائش پر پہاڑ کاٹا تھا لیکن دراصل خسرو پرویز بادشاہ کے حکم سے کاٹا تھا۔ محمد بدیع الزمان کے مطابق علامہ اقبال نے اس اصطلاح کو دو معنوں میں استعمال کیا ہے ایک عشق کے معنوں میں اور دوسرا زندگی میں آنے والی ایسی مشکلات جو نصب العین کے حصول کے لیے آتی ہیں۔ اسی طرح لفظ "فقر" کے حوالے سے دیکھیں: بٹالوی: "غریبی"، نسیم: "درویشی کا ہونا، دولت کا نہ ہونا"، چشتی نے "فقر" کے مطالب کا ایک سے زائد اندراج کیا ہے اور چار صفحات میں اس لفظ کی وضاحت کی ہے۔

الفاظ کے مطالب کے سلسلے میں بعض شارحین نے صرف لغوی معانی کا اندراج کیا ہے اور بعض شارحین نے ساتھ مرادی معانی کا اندراج بھی کیا ہے۔ مثلاً ایک لفظ " انتداب" کے مفہوم کے حوالے سے یہ مثالیں دیکھیں: بٹالوی: " حکمرانی"، چشتی: " حکمداری"۔ اسی طرح مرادی اور لغوی معانی کے حوالے سے مولانا مہر کے مطابق لغوی معنی قائم مقامی، اصطلاح میں "انتداب" کا مطلب یہ ہے کہ حکومت

ہوتا ہے۔ الفاظ و تراکیب کا ایک وسیع جہان معانی ہوتا ہے۔ عام قاری صرف لفظی مطلب سمجھ سکتا ہے اور مرادی معانی سے قاصر ہوتا ہے۔ الفاظ و تراکیب کے معانی کو مرادی معانی کے حوالے سے شارحین نے کھول کر ان کی وضاحت کی ہے (النساء،۲۰۱۵ء،۸۰)مثلاً

محمد ﷺ بھی ترا، جبریل بھی ، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرفِ شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا؟(اقبال،۱۹۷۲ء،۶)

"حرف شیریں" اس ترکیب کو بیان کرنے میں بہت سے فکر انگیز مباحث سامنے آئے ہیں۔ اس طرح کی اور بہت سی تراکیب آئی ہیں۔شارحین نے شعر میں موجود ترکیب "حرف شیریں" کی تفہیم "جذبۂ عشق" کے معانی میں کی ہے۔ مثلاً:چشتی کے مطابق "حرف شیریں" سے مراد جذبۂ عشق و محبت جو کہ انسان کے دل میں موجود ہے یہ بھی تو تیرا (اللہ)کا ترجمان ہے.... حرف شیریں جس سے مراد جذبۂ عشق میری ہستی کا ثبوت ہے۔، مہر، نشتر، بٹالوی کے مطابق بھی یہی تفہیم ہے۔ جبکہ فاضل، زیدی اور فیض لدھیانوی نے "حرفِ شیریں" کا مطلب "قرآن" کہا ہے۔اسی طرح ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کے مطابق "حرف شیریں" سے مراد "قرآن مجید" کے سوا کچھ اور نہیں، پروفیسر اسلوب احمد انصاری بھی "حرف شیریں" سے مراد "قرآن مجید" لیتے ہیں۔ خواجہ محمد زکریا "حرف شیریں" کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:" یوسف سلیم چشتی کے بقول اس سے مراد "جذبۂ عشق" ہے۔ مگر شعر میں ایسا کوئی قرینہ موجود نہیں جس سے یہ مفہوم اخذ کیا جائے۔ بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد قرآنِ پاک ہے مگر یہ اس لیے درست نہیں کہ "قرآن" پہلے مصرعے میں موجود ہے اور دوسرے مصرعے میں حرفِ جزا "مگر" کے بعد "قرآن" کا لفظ دوبارہ لانا موزوں نہیں۔ "مگر" کے بعد دوسرے مصرعے میں پہلے مصرعے کے کسی بنیادی لفظ کی تکرار نہیں ہونی چاہیے" (زکریا،۲۰۱۳ء،۹۔۱۰)۔ اس اقتباس کو پیش کر کے خواجہ محمد زکریا "حرف شیریں" سے مراد فنون لطیفہ یعنی انسان کی تخلیقی صلاحیت بتاتے ہیں۔ڈاکٹر غلام مصطفٰی کے مطابق "حرف شیریں" علامہ اقبال

کسی ملک کی انتظامی حالت درست کرنے کے لیے اس کا انتظام سنبھالنے والے لوگوں کو اس طرح مہذب بنائے کہ جب وہ انتظام سنبھالنے کے قابل ہو جائیں تو حکومت ان کے حوالے کر دی جائے۔ نسیم نے مختصر سی تبدیلی کر کے مہر کی طرح اسی لفظ کے مرادی معانی لیے ہیں۔ مثلاً"انتداب، نگہداری یا قائم مقامی، اصطلاح میں اِس کا مطلب یہ ہے کہ ایک حکومت کسی ملک کی انتظامی اصلاح کے پردے میں اس پر قبضہ جمالے اور لوگوں کو یہ تاثر دے کہ ہم تمھیں تہذیب سکھانے آئے ہیں " (مہر،۱۹۷۶ء،۱۸۱) ۔ اس طرح الفاظ کے معانی بیان کر دینے سے قاری کو مطلب سمجھنے میں آسانی رہتی ہے۔

یک بیں تری نظر صفتِ عاشقانِ راز
میری نگاہ مایۂ آشوب امتیاز(اقبال،۱۹۹۲ء،۶۴)

شارحین نے "یک بیں" کی معنوی وضاحت اس طرح سے کی ہے: مہر: ایک دیکھنے والی، ایسی چیز جس کی نظر پست و بلند، نیک و بد اور من و تو کے امتیاز سے آزاد ہو۔ ،رازی: صرف ایک کو دیکھنے والی، مطلب شمع کی لو ہے۔ وہ ایک ہوتی ہے۔، باقر: عاشق کی نظر راز کو سمجھنے کے لیے ہر چیز کو ایک طرح دیکھتی ہے۔ بٹالوی: ہر مقام ہر محفل کو ایک سمجھنا۔ معنوی وضاحت کے ساتھ ساتھ اب اختلاف معانی کے حوالے سے یہ مثالیں دیکھیں:

صاحبِ ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے
گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش(اقبال،۱۹۷۲ء،۵۰)

لفظ "ساز" کے حوالے سے مختلف شارحین کے ہاں مفاہیم میں اختلاف پایا جاتا ہے جیسا کہ: لودھیانوی: "ساز بجانے والا"، زیدی: "دانش ور"، بٹالوی: بزرگ ، دوریش ، ولی اللہ۔ مہر اور فیض احمد لدھیانوی نے ظاہری اور لفظی معانی تحریر کیے ہیں جب کہ زیدی، چشتی اور بٹالوی نے اصطلاحی معنوں کی وضاحت کر دی ہے۔

ڈاکٹر اختر النساء کے مطابق علامہ اقبال نے اپنے کلام میں موزوں اور بر محل الفاظ نئی اور پرانی تراکیب کا استعمال کر کے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان تراکیب سے ان کی وسعتِ نظری کا اندازہ

عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے اُمّ الکتاب!(اقبال،۱۹۷۲ء،۲۱)

اس شعر میں ”اُمّ الکتاب“ اور ”ابن الکتاب“ کو علامہ اقبال نے بطور تراکیب استعمال کیا ہے۔ اکثر شارحین کے ہاں مذکورہ تراکیب کی وضاحت نہیں ملتی ہے۔ مولانا مہر کے مطابق:”علم کا انحصار ہر چیز کے لیے کتابوں پر ہے وہ کتابوں کے بغیر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ عشق خود ام الکتاب اور لوح محفوظ ہے جہاں سے انھی علوم کے سرچشمے جاری ہوئے“(مہر،۱۹۷۶ء،۲۴) ۔ نسیم اور بٹالوی نے مولانا مہر کی ہی نقل کر کے مطلب بیان کر دیا ہے۔چشتی نے ”اُمّ الکتاب“ کی ترکیب کا مفہوم واضح انداز میں کیا ہے۔ ان کے مطابق ”اُمّ الکتاب“ سے مراد قرآن مجید کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن مجید کا نام بھی ام الکتاب ہے۔ اس ترکیب کی طرح چشتی نے ”عالم برزخ“ ترکیب کی وضاحت بھی کی ہے ان کے مطابق برزخ کے لغوی معنی پردہ یا روک کے ہیں۔ اصطلاح تصوف میں ایسا شخص جس میں دو شانیں پائی جاتی ہوں۔ اصطلاح مذہب میں مرنے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے کے درمیانی وقفہ کو برزخ کہتے ہیں (چشتی،۱۹۵۵ء،۵۲۔۵۳)۔

علامہ اقبال کے کلام میں بعض تراکیب اس طرح استعمال کی گئی ہیں جن کو ترکیب یا تلمیح بھی کہا جاسکتا ہے۔کلام اقبال میں تلمیح کے مستحکم، منظم اور مربوط فن کا جائزہ لیں تو اس کی متنوع حیثیات ہیں۔ علامہ اقبال اپنی شاعری میں ماضی وحال کی کسی حقیقی یا فرضی شخصیت، قصّے، واقعے، آیت، حدیث، علمی وفنی مسئلے، ضرب المثل اور اصلاح وغیرہ ایسی جامعیت سے کرتے ہیں کہ کلام معنوی حسن کا حامل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ”محمل شامی“ کو نظم ”ایک حاجی مدینے کے راستے میں“ استعمال کیا گیا ہے۔

گو سلامت محمل شامی کی ہمراہی میں ہے
عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے(اقبال،۱۹۹۲ء،۲۳۸)

شارحین کے ہاں اس ترکیب یا تلمیح کی یوں تفہیم کی گئی ہے۔بٹالوی:”وہ قافلہ جو دمشق سے حج کے لیے مکہ آتا ہے۔“ ، رازی: نے اپنے کلام کے متعلق خود کہا ہے کیوں کہ کلامِ اقبال، قرآن مجید کی ترجمانی کرتا ہے (مصطفٰی خان، ۱۹۹۴ء،۵۴۶)۔اگر شعر پر غور کیا جائے تو اقبال کے خیال کے مطابق جب جبریلؑ، محمد ﷺ اور قرآن ان کے ہیں تو ”حرف شیریں“ سے یہ مراد ہو سکتا ہے کہ یہ میرا کلام یا شاعری جو کہ قرآن کی ترجمانی کرتی ہے یہ بھی تیری ہے۔اس بات پر کسی شارح کی ماسوائے ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں کے نظر نہیں گئی۔اسی طرح کی ایک اور ترکیب ”جام آفریں“ کے استعمال میں بھی شارحین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔مثال دیکھیں:

کبھی مَیں غارِ حرا میں چھُپا رہا برسوں
دیا جہاں کو کبھی جامِ آفریں میں نے (اقبال،۱۹۹۲ء،۱۱۵)

مہر، رازی اور باقر کے مطابق ”جام آفریں“ سے مراد ”خدا کا آخری دیں“ ہے۔یعنی آخری دین سے مراد دین اسلام ہے۔ چشتی، داؤدی، بٹالوی اور محمد بدیع الزماں کے مطابق ”قرآن مجید“ ہے۔زیدی اور شفیق کے مطابق ”آنحضرت ﷺ پر نبوت کے خاتمے کا ذکر“ ہے۔یہ مفاہیم قرین قیاس اور درست ہو سکتے ہیں جیسا کہ اسلام بھی آخری مذہب ہے۔ قرآن مجید آخری الہامی کتاب ہے اور حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ ترکیب کے حوالے سے ایک شعر دیکھیں:

ٹوٹنے کو ہے طلسمِ ماہ سیمایانِ ہند
پھر سلیمی کی نظر دیتی ہے پیغامِ خروش(اقبال،۱۹۹۲ء،۲۷۱)

اس شعر میں ”ماہ سیمایانِ ہند“ ترکیب ہے۔چشتی نے اس ترکیب کے حوالے سے کچھ نہیں لکھا۔بٹالوی نے بھی بیان نہیں کیا۔ باقی شارحین نے کچھ اس طرح سے اس ترکیب کے بارے میں بیان کیا ہے۔ رازی: ”ہندی تہذیب“ ، شفیق: ”چاند جیسی پیشانی والا محبوب“، باقر:”حسین ہندوستان عورتوں کا چاند“، داؤدی:”چاند جیسے چہرے والا“، زیدی: ”ہندوستان کی چاند جیسی پیشانی والے“ علامہ اقبال کے بعض اشعار میں ایک سے زائد تراکیب بھی استعمال ہوئی ہیں اس حوالے سے یہ شعر دیکھیں:

"وہ محمل جو دمشق سے ہر سال حج کے موقع پر مکہ مکرمہ آتی ہے۔"،باقر:"حکومت شام کی طرف سے بھیجا ہوا محمل جس کے ساتھ شاہی نگہبان کا پہرہ بھی ہوتا ہے۔"،شفیق:"شامی کا محمل"،زیدی: "غلاف کعبہ لانے والا وہ قافلہ جو شام سے آتا تھا"، اس کی مکمل وضاحت صرف مہر اور چشتی نے کی ہے۔مہر کے مطابق محمل سے مراد کجاواہے۔شام و مصر سے حرم مدینہ اور حرم کعبہ کے لیے غلاف بھیجنے کا دستور تھا۔حج سے کچھ دن پہلے بڑے تکلف سے تیار کیے ہوئے کپڑے مکہ و مدینہ پہنچائے جاتے تھے۔ شام و مصر میں اس مقصد کے لیے بادشاہوں نے اوقاف قائم کر دیے تھے۔غلاف کے ان کجاووں میں جب یہ تیار ہو جاتے توپیے رکھ کر بھیجے جاتے تھے۔حفاظت کے حوالے سے فوج بھی ساتھ ہوتی تھی۔زائرین اور عازمین حج ہزاروں کی تعداد میں وہ بھی اس قافلے کے ساتھ ہوتے تھے۔اس طرح محمل شامی سے مراد وہ قافلہ ہے جو شام سے مدینہ منورہ آتا تھا (مہر،۱۹۷۲ء،۲۰۵).

یہ ترکیب و تلمیح دونوں صورت میں استعمال ہوئی ہے اور شارحین نے اپنے انداز سے اس کی تفہیم کی ہے۔اقبال کو بعض لوگوں نے تلمیحات کے استعمال کی وجہ سے ماضی پرست بھی کہاہے۔اقبال مستقبل کی طرف دیکھنے والے شاعر ہیں نہ کہ ماضی پرست۔اقبال نے اپنی شاعری میں تلمیحات کا استعمال اس طرح سے کیاہے کہ اس انداز کی وجہ سے وہ باقی شعراء سے ممتاز نظر آتے ہیں۔

نتائج وسفارشات

درحقیقت سرزمین شرح نویسی پر قدم رکھنا بغیر مستند لغات کے مناسب نہیں۔شرح نویسی میں صرف معانی بتانے پر اکتفا نہیں کیا جاتا بل کہ بعض اوقات مکمل تفہیم کے لیے ساتھ وضاحتی جملہ بھی لکھ دیا جاتاہے۔اس لیے سفارش کی جاتی ہے کہ شارحین اقبال کو اپنی شرح میں کلام اقبال کے الفاظ و مرکبات کو ایک فرہنگ نویس کے طور پر استعمال کرنے چاہیے۔

References

Kakurvi, N. Hassan,N. (1985), Noorullaghat, Volume III, Islamabad: National Book Foundation, p.367
Jalbi, Jameel, Dr. (1988), Nei Tanqeed, New Delhi (India): Education Publishing House, p.248
Shafiq Ahmad, Dr. (1988), Maulana Ghulam Rasool Mehr: Hayat aur Karnamy, Lahore: Majlis Traqi Adab, p.384
Farooqui, Shams ur Rehman, Dr.(1989), Tafheem Ghalib, New Delhi(India): Ghalib Institue, p.19
Hashmi, Rafiuddin, Dr. (1985), 1984 ky Iqbaliati Adab ka Jaiza, Lahore: Iqbal Akademi Pakistan, p.78
Chishti, Yousuf Saleem, (1956), Sharah Zarb e Kaleem, Lahor: Ishrat Publishing House, p. 4
Iqbal, Allama Muhammad, Dr. (1992), Bangidara, Lahore: Sangmail Publication, p.174
Yazdani, Khawaja Hameed, (2010), Matalib Armaghan Hijaz, Lahore: Sangmail Publications, p.259
Parekh, Rauf, (2021), Mehizab al-Lughat aur Usool Lughatnavisi," inclusive Lughat aur Farhange, Karachi: City Book Point, p. 137
Iqbal, (1972), Bal-e-Jibril, Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, p.95
Nishtar Jalandhri, Abu Naeem, Abdul Hakeem, (S.N), Moj Salisbeel Shareh Bal Jibreel, Lahore: Haji Farman Ali and Sons, p. 200
Mehr, Maulana Ghulam Rasool, (1972), Matalab e Bangidara, Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, p. 322-323
Iqbal, Allama Muhammad, Dr. (1992), Bangidara, Lahore: Sangmail Publication, p.175
Iqbal, Allama Muhammad, Dr. (1992), Bangidara, Lahore: Sangmail Publication, p.374
Mehr, Maulana Ghulam Rasool, (1976), Matalab e Zarb e Kaleem, Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, p. 141
Iqbal, Allama Muhammad, Dr. (1992), Bangidara, Lahore: Sangmail Publication, p.64
Akhtar al –Nisa, Dr. (2015), Sharuh-e Kalam-I Iqbal, Lahore: Bazm Iqbal, P.80
Iqbal, (1972), Bal-e-Jibril, Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, p.6
Zakaria, Khawaja Muhammad, Dr.(2013), Tafhim Bal-e Jabreel, Volume III, Lahore: Bazam Iqbal, 9-10
Khan , Ghulam Mustafa, Dr. (1994), Iqbal aur Quran, Lahore: Iqbal Akadami, p. 546
Iqbal, Allama Muhammad, Dr. (1992), Bangidara, Lahore: Sangmail Publication, p.115
Iqbal, Allama Muhammad, Dr. (1992), Bangidara, Lahore: Sangmail Publication, p.231
Iqbal, Allama Muhammad, Dr. (1972), Zarb-e-Kaleem,Volume VI, Lahore: : Sheikh Ghulam Ali and Sons,, p.21
Mehr, Maulana Ghulam Rasool, (1976), Matalab e Zarb e Kaleem, Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, p. 24
Chishti, Yousuf Saleem, (1956), Sharah Armghan e Hijaz, Lahor: Ishrat Publishing House, p.52-53
Iqbal, Allama Muhammad, Dr. (1992), Bangidara, Lahore: Sangmail Publication, p.238
Mehr, Maulana Ghulam Rasool, (1972), Matalab e Bangidara, Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, p. 205